نسخ

(ازمولانا ہدایت اللہ صاحب ندوی فریدکوٹی)

(۳)

نسخ کے جواز اور اس کے واقع ہونے کا ثبوت

بجز یہود کے تمام اہلِ شرائع و ادیان نسخ کے عقلاً جائز ہونے اور شرعاً واقع ہونے کے قائل ہیں۔ مگر خود یہود کے اس مسئلہ میں تین فرقے ہیں

اتفقت اھل الشرائع علی جواز النسخ ووقوعہ وخالف الیھود غیر العیسویۃ فی جوازہ وقالوا یمتنع عقلاً (روح المعانی جلد اول ص۳۵۲) یعنی بجز یہود کے جملہ اہلِ شرائع نسخ کے جواز کے اور شرعاً اس کے وقوع کے قائل ہیں مگر یہود میں بھی ایک فرقہ عیسویہ اس کے جواز کا قائل ہے۔"

(۱) ربانیہ اور انہی کو اشعنیہ کہتے ہیں، یہ نسخ کو عقلاً محال سمجھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ محال ہے کہ خدا پہلے ایک بات کا حکم دے اور پھر اس سے منع کرے اگر خدانخواستہ ایسا ہو بھی تو حق باطل سے اور طاعت معصیت سے بدل جائے گی۔

ان کی یہ دلیل بالکل بھونڈی اور بے بنیاد ہے۔ اس لئے کہ جو بھی صاحبِ بصیرت اللہ تعالیٰ کے افعال اوامر و نواہی پر غور کرے گا۔ اس پر یہ بات بالکل منکشف ہو جائے گی کہ سب افعال و اوامر اللہ کے دستِ قدرت میں ہیں، جو چاہتا ہے کرتا ہے "یفعل ما یرید" جس کو چاہتا ہے جلاتا ہے، جس کو چاہتا ہے مارتا ہے۔ اسی وجہ سے آیت "ما ننسخ من اٰیۃ" کے آخر میں "ان اللہ علی کل شیء قدیر" لایا گیا ہے۔

اور اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ سب یہود یعقوب علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یعقوب علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعتیں علیحدہ علیحدہ تھیں اور یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں دو سگی بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز تھا۔ چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے "لابان" کی دو بیٹیوں "لیا" اور "راحیل" سے شادی کی۔ اور یہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حرام تھا۔

اور اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم دیا پھر بعد میں یہ ارشاد ہوا کہ مت ذبح کرو۔ اور یہود بھی اس کے قائل ہیں، یہ نسخ نہیں تو اور کیا بلا ہے؟

مندرجہ بالا دلائل سے یہ واضح ہو گیا کہ نسخ عقلاً جائز اور شرعاً واقع ہے، اگر شرعاً واقع نہ ہو تو خود یہود کو موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ثبوت مشکل ہو گا۔

(۲) عنانیہ[۵۱]: یہ نسخ کو جائز تو سمجھتے ہیں مگر شرعاً اس کے وقوع کے قائل نہیں،

(۳) عیسویہ[۵۲]: یہ نسخ کے جواز اور شرعاً اس کے وقوع کے قائل ہیں، اسی بنا پر نبی علیہ السلام کی نبوت کے قائل ہیں۔ مگر صرف بنو اسماعیل اور عرب کے لئے۔

اس تیسرے فرقے کا جواب اس سے کچھ زیادہ نہیں ہو سکتا کہ جب رسول اللہ کی رسالت و نبوت تسلیم کر لی گئی تو لازماً عمومِ رسالت کی بھی تصدیق کرنی پڑے گی۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (اعراف ۱۵۷) یعنی "اے لوگو! میں تمہاری سب کی طرف اللہ کی جانب سے رسول ہوں۔ ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (آل عمران ۹) یعنی اور جو اس دین کے علاوہ کسی اور دین کا پابند ہوگا وہ دین اس سے قبول نہیں کیا جائیگا"

مسلمانوں میں بجز چند افراد کے جن کے طلیعہ میں ابومسلم بن بحر اصفہانی نظر آتے ہیں کسی نے عقلاً نسخ کے جواز اور شرعاً اسکے وقوع کا انکار نہیں کیا۔ المسلمون کلھم متفقون علی جواز النسخ فی احکام اللہ تعالیٰ لما لہ فی ذلک من الحکمۃ البالغۃ وکلھم قال بوقوعہ (ابن کثیر جزء اول ص ۱۵۱) یعنی "سب مسلمانوں کا احکام الٰہی میں جوازِ نسخ پر اتفاق ہے۔ اس لئے کہ اس میں اللہ کی ایک بہت بڑی حکمت ہے، اور سب ہی اس کے وقوع کے قائل ہیں۔"

علامہ رازی لکھتے ہیں۔ اتفقوا علی وقوع النسخ فی القرآن وقال ابومسلم بن بحر انہ لم یقع (تفسیر کبیر ص ۴۲۵ ج ۱) یعنی بجز ابومسلم اصفہانی کے سب کا وقوعِ نسخ پر اتفاق ہے" ـــــ چنانچہ ذیل میں ہم ابومسلم اصفہانی اور اس کے ہم خیال کا نقطۂ نگاہ بیان کرتے ہیں۔ اور وقوعِ نسخ پر دلائل پیش کرتے ہیں، تاکہ حقیقت واضح ہو جائے

(۱) ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا (بقرہ) یعنی ہم کسی آیت کو موقوف کر دیتے ہیں یا اس کو ذہنوں سے اُتار دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی کوئی دوسری لے آتے ہیں"

---

۵۱ یہ یہود کا ایک فرقہ ہے جو عنان بن یہود کی طرف منسوب ہے، اور یہود میں یہ فرقہ "عراس" کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہود کے عقائد "سبت" اعیاد وغیرہ میں مخالف ہیں، گدی کے بل ذبح کرتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے قائل نہیں بلکہ اُن کو ولی اللہ مانتے ہیں۔ اور انجیل کے متعلق ان کا یہ خیال ہے کہ یہ اُن کے بچپنے سے لے کر آخر عمر تک کے واقعات کا مجموعہ ہے۔ اگر یہ کتاب منزل من اللہ ہوتی تو اس کو اُن کے حواری کیوں جمع کرتے اور دیگر یہ کہ اس میں بجز چند مواعظ کے ہے بھی کچھ نہیں ۱۲ (الملل والنحل للشہرستانی ص ۵۳)

۵۲ یہ بھی یہود کا ایک فرقہ ہے، ابوعیسیٰ اسحاق بن یعقوب اصفہانی کی طرف منسوب ہے۔ اور علامہ ابن حزم الفصل فی الملل والنحل جلد اول ص ۹۹ میں لکھتے ہیں کہ اُن کا نام محمد بن عیسیٰ تھا، اور اُس نے اپنی دعوت کی اشاعت اور اس کا پروپگنڈا بنو اُمیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد حمار، المتوفی سنہ ۱۳۲ھ کے زمانے میں کیا، اور ان کا یہ خیال ہے، کہ عیسیٰ علیہ السلام گذشتہ انبیاء سے افضل اور برتر تھے، اور آج کل کے ہندوؤں میں سے فرقۂ جین اور سناتن دھرمیوں کی طرح ہر ذی روح کو حرام سمجھتے تھے، (الملل والنحل للشہرستانی بر حاشیہ الفصل فی الملل والنحل لابن حزم ص ۵۴)

اس سے معلوم ہوگیا کہ وقوعِ نسخ ثابت ہے مگر ابو مسلم اصفہانی اس آیت کے جوابات دیتے ہیں، وہ یہ کہ

(۱) "آیتِ منسوخہ" سے مراد پہلی شریعتوں کا منسوخ ہونا مراد ہے چونکہ یہود و نصاریٰ کہتے تھے لا تومنوا الا لمن تبع دینکم یعنی تم اُن کی اتباع اور پیروی کرو جو تمہارے دین کی اتباع کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے "ما ننسخ من آیۃ" نازل فرما کر اُن کے اس زعمِ باطل کو واضح کر دیا۔

(۲) نسخ سے مراد لوحِ محفوظ سے نسخ یعنی نقل کر کے اور دوسری کتابوں میں اُتارنا ہے، جیسے کہ محاورہ ہے نسخت الکتاب یعنی میں نے کتاب کو نقل کیا۔

(۳) "ما ننسخ من آیۃ" وقوعِ نسخ پر دال نہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نسخ ہوتا تو اس سے بہتر ہوتا،

ابو مسلم اصفہانی کی اس دلیل میں علامہ رازی بھی اُن کے ہمنوا معلوم ہوتے ہیں، چنانچہ رقمطراز ہیں۔

والاستدلال بہ ضعیف لان ما ھھنا تفید الشرط والجزاء کما ان قولک من جاءک فاکرمہ لا یدل علی حصول المجیٔ بل علی انہ متی جاء وجب الاکرام فکذا ھذہ الآیۃ لا تدل علی حصول النسخ بل علی انہ متی حصل النسخ وجب ان یاتی بما ھو خیر منہ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۳۴۳) یعنی "ما ننسخ من آیۃ" سے وقوعِ نسخ پر دلیل پکڑنا ضعیف ہے، اس لئے کہ لفظ "ما" اس مقام پر شرط و جزاء کے مفہوم کو ادا کر رہا ہے۔ جیسے محاورہ ہے "من جاءک فاکرمہ" یعنی جو شخص تیرے پاس آئے اس کی عزت کرنا، اس سے اس کا آنا ثابت نہیں ہوتا، بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب وہ آئے تو اس کی عزت کرنا۔ ایسے ہی یہ آیت وقوعِ نسخ پر دال نہیں بلکہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ جب نسخ ہوا تو اس سے بہتر ہوگا"۔

ابو مسلم اصفہانی کے اِن اعتراضات پر ایک بہت بڑے مفسرِ قرآن جن کو دنیا ابنِ کثیر القرشی کے نام سے جانتی ہے کا تبصرہ ملاحظہ ہو:۔ قال ابو مسلم الاصفہانی المفسر لم یقع شیٔ من ذلک فی القرآن وقولہ ضعیف مردود مرذول وقد تعسف فی الاجوبۃ عما وقع من النسخ۔ یعنی ابو مسلم کہتے ہیں کہ قرآن میں نسخ نہیں، ان کا یہ قول ضعیف ہے، بے بنیاد اور مردود ہے۔ اور جو جوابات انھوں نے آیت منسوخہ کے دیئے ہیں وہ سب ناقابلِ قبول ہیں" تاہم ہم اُن کے اعتراضات کا جواب لکھتے ہیں تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔ چنانچہ ذیل میں نمبروار جوابات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) جب لفظ "آیت" کا مطلقاً استعمال ہو تو اس سے مراد قرآن کی آیات ہوتی ہیں،

(۲) لوحِ محفوظ سے نقل ہونا بعض قرآن کے ساتھ خاص نہیں بلکہ پورے کے پورے کے ساتھ ہے اور نسخ بعض کے ساتھ خاص ہے۔ لہذا یہ دلیل قائم نہ رہ سکی۔

ابو مسلم کے اعتراض کا جواب اور امام رازی پر تعاقب

(۳) حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ منکرین نسخ نے اس آیۃ کو منطقی طور پر قضیہ شرطیہ بنا کر کہا ہے کہ قضیہ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہیں (باقی صفحہ ۳۴ پر)